ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

USMAN NOTES
www.usmannotes.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 0246

Program: Matric

Semester: Autumn 2026

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

كلية اللغة العربية والدراسات الاسلامية) شعبۂ عربی(

کورس :عربی(246)

سطح :میٹرک

سمسٹر :خزاں2026 ء

امتحانی مشق نمبر1

کل نمبر | 100 :کامیابی کے نمبر40 :

SOLVED ASSIGNMENT GUIDE — For Study & Reference

نوٹ :یہ حل شدہ گائیڈ صرف مطالعے اور حوالے کے لیے ہے۔ طلبہ سے گزارش ہے کہ امتحانی مشق اپنے الفاظ میں، اپنی سمجھ کے مطابق تحریر کریں؛ اس گائیڈ کو ہو بہو نقل کرنا تعلیمی دیانت کے خلاف ہے اور یونیورسٹی کی مواد چوری (Plagiarism) پالیسی کے تحت کارروائی کی زد میں آ سکتا ہے۔ عربی قواعد کی اصل مہارت خود جملے بنانے اور بار بار مشق کرنے سے آتی ہے، اس لیے ہر جواب پڑھنے کے بعد اسی طرز کے چند جملے خود بھی بنائیں۔

شفافیت نوٹ) کتابچے کی چھپائی کے بارے میں :(اس کتابچے کی فائل کا عربی فونٹ والا حصہ تکنیکی طور پر ناقص ہے؛ عربی مشقیں جس قدیم فونٹ (Sakkal Majalla) میں چھپی ہیں اس کا متن عام طریقے سے پڑھا نہیں جاتا۔ اس گائیڈ میں تمام عربی الفاظ، جملے اور سوالات کتابچے کے چھپے ہوئے حروف سے حرف بہ حرف پرکھ کر اصل صورت میں نقل کیے گئے ہیں اور ہر سوال کو اسی چھپی ہوئی صورت کے مطابق حل کیا گیا ہے۔ کتابچے میں اس مشق کے یونٹ) اکائیاں (چھپے ہوئے نہیں ہیں، اس لیے عنوان میں یونٹ درج نہیں کیے گئے۔ کل نمبر 100 اور کامیابی کے نمبر 40 کتابچے کے مطابق ہیں۔

سوال نمبر 20) 1 نمبر(

سوال نمبر :1 مندرجہ ذیل جمع سے مفرد بنا کر جملوں میں استعمال کریں۔ — (20) مُسْلِمُونَ، مَسَاجِدُ، مُدُنٌ، دَجَاجٌ، سَبُّورَاتٌ

تعارف

عربی زبان میں ہر اسم یا تو ایک چیز کے لیے آتا ہے، یا دو کے لیے، یا دو سے زیادہ کے لیے۔ ایک کے لیے آنے والا لفظ مفرد یا واحد کہلاتا ہے، دو کے لیے مثنیٰ اور دو سے زیادہ کے لیے جمع استعمال ہوتی ہے۔ اس سوال میں پانچ جمع کے الفاظ دیے گئے ہیں اور مطلوب یہ ہے کہ پہلے ان کا مفرد بنایا جائے اور پھر اس مفرد کو عربی جملوں میں اس طرح استعمال کیا جائے کہ اس کا درست اعراب اور جملے میں درست مقام واضح ہو جائے۔ یہ مشق بظاہر سادہ ہے مگر اس میں عربی صرف کا ایک بنیادی سبق پوشیدہ ہے: جمع بنانے کے طریقے ایک سے زیادہ ہیں، اس لیے مفرد بناتے وقت یہ پہچاننا ضروری ہے کہ دی گئی جمع کس قسم کی ہے۔ اگر جمع سالم ہو تو اس کی علامت حذف کرنے سے مفرد حاصل ہو جاتا ہے، اور اگر جمع تکسیر ہو تو لفظ کی اندرونی ساخت بدل چکی ہوتی ہے، اس لیے مفرد کو اس کے اصل وزن پر واپس لانا پڑتا ہے۔ ذیل میں پہلے پانچوں الفاظ کی تحلیل دی گئی ہے، پھر ہر مفرد کو جملوں میں استعمال کیا گیا ہے اور آخر میں ان غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو طلبہ عام طور پر کرتے ہیں۔

جمع کی اقسام اور مفرد بنانے کا اصول

عربی میں جمع کی تین بڑی قسمیں ہیں۔ پہلی جمع مذکر سالم ہے، جس میں مفرد کے آخر میں رفع کی حالت میں واؤ اور نون اور نصب و جر کی حالت میں یاء اور نون کا اضافہ ہوتا ہے، جیسے مُسْلِمٌ سے مُسْلِمُونَ اور مُسْلِمِينَ۔ اس کا مفرد بنانا سب سے آسان ہے کیونکہ مفرد کی اصل صورت برقرار رہتی ہے، صرف واؤ نون یا یاء نون حذف کر دی جاتی ہے۔ دوسری جمع مؤنث سالم ہے، جس میں مفرد مؤنث کے آخر کی تائے مربوطہ حذف کر کے الف اور تاء کا اضافہ کیا جاتا ہے، جیسے سَبُّورَةٌ سے سَبُّورَاتٌ۔ اس کا مفرد بناتے وقت الف تاء حذف کر کے تائے مربوطہ واپس لائی جاتی ہے۔ تیسری جمع تکسیر ہے، جس میں مفرد کے حروف کی ترتیب یا حرکات بدل جاتی ہیں اور لفظ کسی نئے وزن پر آ جاتا ہے، جیسے مَسْجِدٌ سے مَسَاجِدُ جو مَفَاعِل کے وزن پر ہے اور مَدِينَةٌ سے مُدُنٌ جو فُعُل کے وزن پر ہے۔ جمع تکسیر کا مفرد یاد داشت اور سماع سے معلوم ہوتا ہے، اس لیے ان الفاظ کو ان کے مفرد کے ساتھ جوڑ کر یاد کرنا چاہیے۔ ایک خاص صورت اسم جنس جمعی کی بھی ہے جس کا واحد تائے مربوطہ لگا کر بنتا ہے، جیسے دَجَاجٌ کا واحد دَجَاجَةٌ ہے۔

جدول: جمع، اس کا مفرد اور جمع کی قسم

مفرد کے معنی	جمع کی قسم	مفرد	جمع
ایک مسلمان مرد	جمع مذکر سالم	مُسْلِمٌ	مُسْلِمُونَ
ایک مسجد	جمع تکسیر (مَفَاعِل)	مَسْجِدٌ	مَسَاجِدُ

ایک شہر	جمع تکسیر) فُعُل(	مَدِينَةٌ	مُدُنٌ
ایک مرغی	اسم جنس جمعی، واحد بالتاء	دَجَاجَةٌ	دَجَاجٌ
ایک تختۂ سیاہ) بلیک بورڈ(	جمع مؤنث سالم	سَبُّورَةٌ	سَبُّورَاتٌ

ہر لفظ کی انفرادی تحلیل

مُسْلِمُونَ :یہ مُسْلِمٌ کی جمع مذکر سالم ہے۔ رفع کی حالت میں واؤ نون آیا ہے، اس لیے مفرد بناتے وقت واؤ نون حذف ہوا اور مُسْلِمٌ باقی رہا۔ یاد رہے کہ یہی لفظ نصب اور جر میں مُسْلِمِينَ بنتا ہے، اس لیے دونوں صورتوں کو ایک ہی مفرد کی جمع سمجھنا چاہیے۔ مَسَاجِدُ :یہ مَسْجِدٌ کی جمع تکسیر ہے۔ مَسْجِدٌ مفعل کے وزن پر جگہ کا اسم ہے اور اس کی جمع مَفَاعِل کے وزن پر مَسَاجِدُ آتی ہے، جیسے مَكْتَبٌ سے مَكَاتِبُ اور مَدْرَسَةٌ سے مَدَارِسُ۔ مُدُنٌ :یہ مَدِينَةٌ کی جمع تکسیر ہے جو فُعُل کے وزن پر آئی ہے۔ اسی وزن کی مشہور مثال سَفِينَةٌ سے سُفُنٌ ہے۔ دَجَاجٌ :یہ اسم جنس ہے جو مجموعی طور پر مرغیوں کے لیے بولا جاتا ہے اور اس کا واحد دَجَاجَةٌ تائے مربوطہ کے اضافے سے بنتا ہے، بالکل اسی طرح جیسے تَمْرٌ سے تَمْرَةٌ اور شَجَرٌ سے شَجَرَةٌ بنتا ہے۔ سَبُّورَاتٌ :یہ سَبُّورَةٌ کی جمع مؤنث سالم ہے۔ مفرد بناتے وقت آخر کا الف تاء حذف کر کے تائے مربوطہ واپس لائی گئی۔ اسی قاعدے کی مثالیں مُعَلِّمَةٌ سے مُعَلِّمَاتٌ اور طَالِبَةٌ سے طَالِبَاتٌ ہیں۔

مفرد الفاظ کا جملوں میں استعمال

اب ہر مفرد کو دو دو جملوں میں استعمال کیا جاتا ہے تاکہ اس کا اعراب مختلف حالتوں میں واضح ہو جائے۔ (1) مُسْلِمٌ : الْمُسْلِمُ يُصَلِّي خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ۔ یعنی مسلمان دن میں پانچ نمازیں پڑھتا ہے۔ اس جملے میں الْمُسْلِمُ مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ دوسرا جملہ :رَأَيْتُ مُسْلِمًا يُسَاعِدُ الْفَقِيرَ۔ یعنی میں نے ایک مسلمان کو دیکھا جو فقیر کی مدد کر رہا تھا۔ یہاں مُسْلِمًا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب اور نکرہ ہے۔ (2) مَسْجِدٌ :هٰذَا مَسْجِدٌ كَبِيرٌ فِي قَرْيَتِنَا۔ یعنی یہ ہماری بستی میں ایک بڑی مسجد ہے۔ دوسرا جملہ :ذَهَبْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ۔ یعنی میں نماز فجر کے لیے مسجد گیا۔ یہاں الْمَسْجِدِ حرف جر إِلَى کی وجہ سے مجرور ہے۔ (3) مَدِينَةٌ :كَرَاتْشِي مَدِينَةٌ كَبِيرَةٌ فِي بَاكِسْتَانَ۔ یعنی کراچی پاکستان کا ایک بڑا شہر ہے۔ دوسرا جملہ :أَسْكُنُ فِي مَدِينَةٍ جَمِيلَةٍ قَرِيبَةٍ مِنَ الْبَحْرِ۔ یعنی میں سمندر کے قریب ایک خوبصورت شہر میں رہتا ہوں۔ (4) دَجَاجَةٌ :هٰذِهِ دَجَاجَةٌ بَيْضَاءُ فِي الْمَزْرَعَةِ۔ یعنی یہ فارم میں ایک سفید مرغی ہے۔ دوسرا جملہ :تَبِيضُ الدَّجَاجَةُ

بَيْضَةً كُلَّ يَوْمٍ۔ یعنی مرغی ہر روز ایک انڈا دیتی ہے۔ (5) سَبُّورَةٌ :كَتَبَ الْمُعَلِّمُ الدَّرْسَ عَلَى السَّبُّورَةِ۔ یعنی استاد نے سبق تختۂ سیاہ پر لکھا۔ یہاں السَّبُّورَةِ حرف جر عَلَى کی وجہ سے مجرور ہے۔ دوسرا جملہ :فِي فَصْلِنَا سَبُّورَةٌ جَدِيدَةٌ كَبِيرَةٌ۔ یعنی ہماری جماعت میں ایک نئی بڑی تختۂ سیاہ ہے۔

ان جملوں میں ایک بات خاص طور پر نوٹ کریں کہ مفرد لفظ جب نکرہ ہوتا ہے تو اس پر تنوین آتی ہے، جیسے مُسْلِمٌ، مَسْجِدٌ اور سَبُّورَةٌ، اور جب اس پر ال داخل ہوتا ہے تو تنوین ختم ہو جاتی ہے اور لفظ معرفہ بن جاتا ہے، جیسے الْمُسْلِمُ اور السَّبُّورَةُ۔ اسی طرح مؤنث مفرد کے آخر میں تائے مربوطہ آتی ہے جو وقف میں ہاء کی طرح پڑھی جاتی ہے مگر وصل میں تاء کی آواز دیتی ہے۔ طلبہ کو چاہیے کہ ہر جملہ لکھنے کے بعد اس میں مفرد لفظ کا محل بھی ذہن میں دہرائیں :کہیں وہ مبتدا ہے، کہیں فاعل، کہیں مفعول بہ اور کہیں حرف جر کی وجہ سے مجرور۔ یہی شناخت اگلے سوالات میں آنے والے قواعد کی بنیاد ہے۔ موازنہ کے لیے جمع کی صورت بھی ذہن میں رکھیں :جہاں ہم نے الْمُسْلِمُ لکھا، جمع میں الْمُسْلِمُونَ ہو گا، اور جہاں مَسْجِدٌ لکھا، جمع میں مَسَاجِدُ آئے گا۔ مفرد اور جمع کو ساتھ ساتھ دہرانے سے دونوں صورتیں پختہ ہو جاتی ہیں۔

عام غلطیاں اور ان کی اصلاح

اس مشق میں تین غلطیاں عام ہیں۔ پہلی یہ کہ جمع تکسیر دیکھ کر طالب علم اسی وزن پر اندازے سے مفرد بنا لیتا ہے، حالانکہ جمع تکسیر کا مفرد قیاس سے نہیں بلکہ لغت اور سماع سے ثابت ہوتا ہے، اس لیے مَسَاجِدُ کا مفرد مَسْجِدٌ ہی ہو گا، کوئی اور صورت نہیں۔ دوسری غلطی یہ ہے کہ دَجَاجٌ کو دیکھ کر اس کا مفرد دَجَاجٌ ہی رکھ لیا جاتا ہے، حالانکہ اس قسم کے اسم جنس کا واحد تائے مربوطہ سے بنتا ہے :دَجَاجَةٌ۔ تیسری غلطی جمع مؤنث سالم میں ہوتی ہے جہاں طالب علم سَبُّورَاتٌ سے الف تاء حذف کر کے سَبُّورٌ لکھ دیتا ہے، حالانکہ درست مفرد سَبُّورَةٌ ہے کیونکہ اصل مفرد مؤنث تھا اور تائے مربوطہ اس کی علامت تھی۔ ان تینوں نکتوں کو یاد رکھنے سے اس قسم کی ہر مشق آسان ہو جاتی ہے۔

خلاصہ و نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ پانچوں جمع الفاظ کے مفرد بالترتیب یہ ہیں :مُسْلِمُونَ سے مُسْلِمٌ، مَسَاجِدُ سے مَسْجِدٌ، مُدُنٌ سے مَدِينَةٌ، دَجَاجٌ سے دَجَاجَةٌ اور سَبُّورَاتٌ سے سَبُّورَةٌ۔ ان میں دو جمع سالم ہیں جن کا مفرد علامت حذف کرنے سے مل جاتا ہے، دو جمع تکسیر ہیں جن کا مفرد اصل وزن پر واپس لانا پڑتا ہے اور ایک اسم جنس جمعی ہے جس کا واحد تاء سے بنتا

ہے۔ ہر مفرد کو جملوں میں مبتدا، فاعل، مفعول بہ اور مجرور کی صورتوں میں استعمال کر کے دکھایا گیا ہے تاکہ طالب علم صرف مفرد بنانا ہی نہ سیکھے بلکہ اس کا درست استعمال بھی اس کی گرفت میں آ جائے۔

سوال نمبر 20) 2 نمبر(

سوال نمبر :2 مضاف اور مضاف الیہ کے قواعد بیان کریں نیز مثالیں بھی دیں۔(20)

تعارف

عربی ترکیب کی سب سے زیادہ استعمال ہونے والی صورت اضافت ہے۔ جب دو اسموں کو اس طرح جوڑا جائے کہ پہلا اسم دوسرے کی طرف منسوب ہو اور اس نسبت سے پہلے اسم کی تخصیص یا تعریف ہو جائے تو اس ترکیب کو اضافت کہتے ہیں۔ پہلے اسم کو مضاف اور دوسرے کو مضاف الیہ کہتے ہیں، جیسے كِتَابُ الطَّالِبِ میں كِتَابٌ مضاف ہے اور الطَّالِبِ مضاف الیہ۔ اردو میں اس کا مفہوم کا، کی، کے سے ظاہر ہوتا ہے: طالب علم کی کتاب۔ اضافت کا درست استعمال اس لیے ضروری ہے کہ روزمرہ عربی کا بڑا حصہ اسی ترکیب پر بنتا ہے: نماز کا وقت، اسکول کا دروازہ، استاد کی کتاب، سب اضافت ہی کی صورتیں ہیں۔ اس جواب میں پہلے دونوں اصطلاحات کی تعریف دی گئی ہے، پھر مضاف کے قواعد اور مضاف الیہ کے قواعد الگ الگ بیان کیے گئے ہیں اور آخر میں مثالوں کی ایک جدول کے ساتھ ہر قاعدے کی عملی صورت دکھائی گئی ہے۔

بنیادی تعریفیں اور اضافت کا فائدہ

مضاف وہ اسم ہے جو کسی دوسرے اسم کی طرف منسوب کیا جائے اور وہ ہمیشہ ترکیب کے شروع میں آتا ہے۔ مضاف الیہ وہ اسم ہے جس کی طرف نسبت کی جائے اور وہ ہمیشہ مضاف کے بعد آتا ہے اور مجرور ہوتا ہے۔ اضافت کے دو بڑے فائدے ہیں۔ پہلا فائدہ تعریف ہے: جب کوئی نکرہ اسم کسی معرفہ اسم کی طرف مضاف ہو جائے تو وہ خود بھی معرفہ بن جاتا ہے، جیسے كِتَابٌ نکرہ ہے مگر كِتَابُ الطَّالِبِ میں یہ معین کتاب بن گئی۔ دوسرا فائدہ تخصیص ہے: جب مضاف الیہ نکرہ ہو تو اضافت سے مفہوم میں تنگی اور تعیین پیدا ہوتی ہے، جیسے كِتَابُ طَالِبٍ یعنی کسی طالب علم کی کتاب، یہاں کتاب عام نہیں رہی بلکہ طالب علم سے خاص ہو گئی۔ اضافت کی دو قسمیں بھی یاد رکھیں: اضافت معنویہ جس میں واقعی ملکیت یا نسبت کا مفہوم ہو، جیسے بَابُ الْبَيْتِ، اور اضافت لفظیہ جس میں صفت اپنے معمول کی طرف مضاف ہوتی ہے، جیسے حَسَنُ الْوَجْهِ۔ میٹرک کی سطح پر زیادہ تر واسطہ اضافت معنویہ سے پڑتا ہے۔

مضاف کے قواعد

پہلا قاعدہ :مضاف پر کبھی ال نہیں آتا۔ کِتَابٌ مضاف بنے گا تو الْكِتَابُ الطَّالِبِ کہنا غلط ہو گا، درست صورت كِتَابُ الطَّالِبِ ہے، کیونکہ ال اور اضافت دونوں تعریف کے ذرائع ہیں اور ایک لفظ پر دو ذرائع جمع نہیں ہوتے۔ دوسرا قاعدہ : مضاف پر تنوین نہیں آتی۔ كِتَابٌ کی تنوین اضافت میں ختم ہو جاتی ہے اور كِتَابُ رہ جاتا ہے۔ تیسرا قاعدہ :اگر مضاف مثنیٰ یا جمع مذکر سالم ہو تو اس کا نون گر جاتا ہے۔ مثال کے طور پر مُعَلِّمَانِ جب مضاف بنے گا تو مُعَلِّمَا الْمَدْرَسَةِ ہو گا اور مُعَلِّمُونَ سے مُعَلِّمُو الْمَدْرَسَةِ بنے گا۔ چوتھا قاعدہ :مضاف کا اعراب اس کے اپنے محل کے مطابق ہوتا ہے، یعنی اضافت اس کے اعراب کو نہیں بدلتی۔ اگر مضاف مبتدا یا فاعل ہے تو مرفوع ہو گا، جیسے بَابُ الْبَيْتِ كَبِيرٌ اور فَتَحَ بَابَ الْبَيْتِ میں بَابَ مفعول بہ ہونے سے منصوب ہے، اور مَرَرْتُ بِبَابِ الْبَيْتِ میں بَابِ حرف جر کی وجہ سے مجرور ہے۔ پانچواں قاعدہ :مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان عام طور پر کوئی دوسرا لفظ حائل نہیں ہوتا، دونوں ساتھ ساتھ آتے ہیں۔

مضاف الیہ کے قواعد

مضاف الیہ کا سب سے پختہ قاعدہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے، خواہ جملے میں اس کا ظاہری محل کچھ بھی ہو۔ الطَّالِبِ، الْبَيْتِ اور الْمَدْرَسَةِ میں آخری کسرہ اسی جر کی علامت ہے۔ اگر مضاف الیہ مثنیٰ یا جمع مذکر سالم ہو تو جر کی علامت یاء ہوتی ہے، جیسے كِتَابُ الطَّالِبَيْنِ اور بَيْتُ الْمُعَلِّمِينَ۔ اگر مضاف الیہ ممنوع من الصرف ہو تو جر کی حالت میں بھی کسرے کے بجائے فتحہ آتا ہے، جیسے مَدْرَسَةُ إِبْرَاهِيمَ۔ مضاف الیہ خود آگے کسی اور اسم کا مضاف بھی بن سکتا ہے اور یوں اضافت کا سلسلہ لمبا ہو سکتا ہے، جیسے مِفْتَاحُ بَابِ الْبَيْتِ میں بَابِ بیک وقت الْبَيْتِ کا مضاف بھی ہے اور مِفْتَاحُ کا مضاف الیہ بھی، اور دونوں حیثیتوں میں اس کا اعراب اپنی جگہ درست ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ مضاف الیہ معرفہ ہو تو مضاف معرفہ شمار ہوتا ہے اور نکرہ ہو تو مضاف کو تخصیص حاصل ہوتی ہے، جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ ضمیر بھی مضاف الیہ بن سکتی ہے اور اس وقت وہ مضاف کے آخر میں متصل آتی ہے، جیسے كِتَابِي، كِتَابُكَ اور بَيْتُهُمْ۔ متصل ضمیر ہمیشہ محلاً مجرور ہوتی ہے۔

جدول :مثالوں میں مضاف اور مضاف الیہ کی شناخت

نحوی نوٹ	مضاف الیہ	مضاف	جملہ
مضاف مفعول بہ ہونے سے منصوب، مضاف الیہ	التَّارِيخِ	كِتَابَ	قَرَأْتُ كِتَابَ التَّارِيخِ

مجرور			
مضاف مبتدا ہونے سے مرفوع	الْبَنَاتِ	مَدْرَسَةُ	مَدْرَسَةُ الْبَنَاتِ كَبِيرَةٌ
مضاف عَلَى کی وجہ سے مجرور	الْمَدْرَسَةِ	مُعَلِّمِ	سَلَّمْتُ عَلَى مُعَلِّمِ الْمَدْرَسَةِ
مثنیٰ مضاف کا نون گرا ہوا ہے	الْمَدْرَسَةِ	مُعَلِّمَا	مُعَلِّمَا الْمَدْرَسَةِ حَاضِرَانِ
اضافت کا سلسلہ :بَابِ دونوں حیثیتیں رکھتا ہے	بَابِ / الْبَيْتِ	مِفْتَاحُ / بَابِ	هٰذَا مِفْتَاحُ بَابِ الْبَيْتِ
مضاف مبتدا، مضاف الیہ مجرور	الْفَجْرِ	صَلَاةُ	صَلَاةُ الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ

مثالوں کی مزید وضاحت

چند مزید مثالوں سے قواعد کو پختہ کریں۔ نُورُ الشَّمْسِ قَوِيٌّ :سورج کی روشنی تیز ہے، یہاں نُورُ مضاف مرفوع ہے کیونکہ مبتدا ہے اور الشَّمْسِ مضاف الیہ مجرور۔ اِشْتَرَيْتُ قَلَمَ الطَّالِبِ :میں نے طالب علم کا قلم خریدا، یہاں قَلَمَ مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے مگر الطَّالِبِ پھر بھی مجرور ہے، اس سے ثابت ہوا کہ مضاف الیہ کا اعراب کبھی نہیں بدلتا۔ ذَهَبْتُ إِلَى بَيْتِ صَدِيقِي :میں اپنے دوست کے گھر گیا، یہاں بَيْتِ حرف جر کی وجہ سے مجرور ہے اور صَدِيقِي میں یاء ضمیر مضاف الیہ ہے۔ سَيَّارَةُ الْمُدِيرِ جَدِيدَةٌ :مدیر کی گاڑی نئی ہے۔ ان مثالوں میں ایک نمونہ بار بار نظر آئے گا : مضاف کا آخری اعراب جملے کے تقاضے سے بدلتا رہتا ہے مگر مضاف الیہ ہر جگہ کسرے یا اس کے قائم مقام کے ساتھ ثابت رہتا ہے۔ یہی ایک نکتہ یاد کر لینا اس پوری ترکیب کو سمجھنے کے لیے کافی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

اردو بولنے والے طلبہ کے لیے آسان پہچان یہ ہے کہ جہاں اردو میں کا، کی یا کے آئے اور اس کے بعد والا اسم پہلے اسم سے جڑا ہو، وہاں عربی میں اضافت ہوتی ہے اور بعد والا اسم مجرور ہوتا ہے۔ البتہ یہ احتیاط لازم ہے کہ اردو کے کا کی کے والے ہر جملے میں اضافت نہیں ہوتی، اس لیے اصل پہچان عربی ساخت سے ہی کرنی چاہیے :پہلا اسم بلا ال اور بلا تنوین ہو اور دوسرا اسم اس کے فوراً بعد مجرور آئے تو یہی اضافت ہے۔ امتحان میں جب کسی جملے کا

تجزیہ مطلوب ہو تو پہلے مضاف تلاش کریں، پھر اس کے بعد والے مجرور اسم کو مضاف الیہ قرار دیں اور پھر مضاف کا محل الگ سے بتائیں۔ اس ترتیب سے تجزیہ ہمیشہ درست رہتا ہے۔

خلاصہ و نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ اضافت دو اسموں کی وہ ترکیب ہے جس میں پہلا اسم مضاف اور دوسرا مضاف الیہ کہلاتا ہے۔ مضاف کے قواعد یہ ہیں کہ اس پر ال اور تنوین نہیں آتی، مثنیٰ و جمع سالم کی صورت میں اس کا نون گر جاتا ہے اور اس کا اعراب اس کے اپنے محل کے مطابق بدلتا رہتا ہے۔ مضاف الیہ کا ایک ہی اٹل قاعدہ ہے کہ وہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے۔ اضافت سے یا تو تعریف حاصل ہوتی ہے یا تخصیص۔ ان قواعد کو مثالوں کے ساتھ دہرانے سے طالب علم کسی بھی جملے میں اضافت کو پہچان بھی سکتا ہے اور خود درست اضافی تراکیب بھی بنا سکتا ہے۔

سوال نمبر 20) 3 نمبر(

سوال نمبر 3: کلمہ سے کیا مراد ہے؟ اس کی اقسام بیان کریں نیز مثالیں بھی دیں۔ (20)

تعارف

نحو کی پوری عمارت جس بنیادی اینٹ پر کھڑی ہے وہ کلمہ ہے۔ جملہ کلمات سے بنتا ہے اور ہر کلمے کی قسم پہچانے بغیر نہ اس کا اعراب سمجھ میں آتا ہے اور نہ جملے کا تجزیہ ممکن ہوتا ہے۔ اس سوال میں دو باتیں مطلوب ہیں: پہلی یہ کہ کلمہ سے کیا مراد ہے، یعنی اس کی ایسی جامع تعریف جو اس کی شرائط کو بھی واضح کر دے؛ دوسری یہ کہ کلمے کی اقسام مثالوں کے ساتھ بیان کی جائیں۔ عربی نحو کی مشہور تقسیم کے مطابق کلمے کی تین اقسام ہیں: اسم، فعل اور حرف۔ ذیل میں پہلے تعریف کو اس کے اجزاء سمیت سمجھایا گیا ہے، پھر تینوں اقسام کی تعریف، علامات اور مثالیں الگ الگ دی گئی ہیں اور آخر میں ایک ہی جملے کے تمام کلمات کی درجہ بندی کر کے دکھائی گئی ہے تاکہ نظری قاعدہ عملی شناخت میں بدل جائے۔

کلمہ کی تعریف

کلمہ کی مشہور تعریف یہ ہے: اَلْكَلِمَةُ لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ، یعنی کلمہ وہ لفظ ہے جو کسی ایک مفرد معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ اس تعریف کے تین اجزاء ہیں اور تینوں کا سمجھنا ضروری ہے۔ پہلا جز لفظ ہے: لفظ سے مراد وہ آواز یا تحریر ہے جو انسانی منہ سے معنی کے قصد کے ساتھ نکلے؛ بے معنی آوازیں کلمہ نہیں ہوتیں۔ دوسرا جز وضع ہے: اس لفظ کا اس معنی کے لیے مقرر ہونا اہل لغت کے استعمال سے ثابت ہو، جیسے كِتَابٌ کتاب کے معنی کے لیے اور قَلَمٌ

قلم کے لیے مقرر ہے۔ تیسرا جز مفرد معنی ہے :کلمہ ایک ہی معنی دیتا ہے، پورا جملہ یا مرکب مفہوم نہیں دیتا؛ اسی شرط کی وجہ سے عَبْدُ اللَّهِ جیسا مرکب اضافی ایک کلمہ نہیں بلکہ دو کلمے ہیں، اور قَامَ زَيْدٌ پورا جملہ ہونے کی وجہ سے کلمہ نہیں بلکہ کلام ہے۔ یوں کلمہ، لفظ اور کلام کے درمیان امتیاز واضح ہو جاتا ہے :ہر کلمہ لفظ ہوتا ہے مگر ہر لفظ کلمہ نہیں، اور کلمات مل کر کلام یعنی مفید جملہ بناتے ہیں۔

پہلی قسم :اسم

اسم وہ کلمہ ہے جو کسی شخص، چیز، جگہ یا صفت کے معنی پر دلالت کرے اور اس کے ساتھ زمانہ نہ پایا جائے، جیسے زَيْدٌ، كِتَابٌ، مَكَّةُ، كَبِيرٌ اور عِلْمٌ۔ اسم کی پہچان کے لیے نحویوں نے چند علامات مقرر کی ہیں۔ اس پر ال داخل ہوتا ہے :الْكِتَابُ۔ اس پر تنوین آتی ہے :كِتَابٌ، كِتَابًا، كِتَابٍ۔ یہ حرف جر کے بعد آ کر مجرور ہوتا ہے :فِي الْبَيْتِ۔ یہ مضاف الیہ بنتا ہے :بَابُ الدَّارِ میں الدَّارِ۔ اس کو حرف ندا سے پکارا جاتا ہے :يَا طَالِبُ۔ اور یہ مسند الیہ یعنی مبتدا یا فاعل بنتا ہے۔ ان علامات میں سے کوئی ایک بھی کسی لفظ پر پائی جائے تو وہ اسم ہے۔ اسم کی مثالیں روزمرہ زندگی سے لیں :مُعَلِّمٌ، مَدْرَسَةٌ، نَهْرٌ، شَمْسٌ، صِدْقٌ اور أَمَانَةٌ۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ ضمیریں اور اشارے اور موصولات بھی اسم ہی کی ذیلی صورتیں ہیں کیونکہ وہ بھی نام کا کام دیتے ہیں۔

دوسری قسم :فعل

فعل وہ کلمہ ہے جو کسی کام کے ہونے پر دلالت کرے اور اس کے ساتھ تین زمانوں میں سے کوئی ایک زمانہ بھی پایا جائے، جیسے كَتَبَ ماضی کے لیے، يَكْتُبُ حال یا استقبال کے لیے اور اُكْتُبْ امر کے لیے۔ فعل کی علامات یہ ہیں :اس پر قَدْ آتا ہے، جیسے قَدْ كَتَبَ اور قَدْ يَكْتُبُ۔ اس پر سِين اور سَوْفَ آتے ہیں جو استقبال کی علامت ہیں، جیسے سَيَذْهَبُ اور سَوْفَ يَعْلَمُونَ۔ مؤنث کی تاء ساکنہ فعل ماضی کے آخر میں آتی ہے، جیسے كَتَبَتْ اور ذَهَبَتْ۔ اور امر و نہی کی صورتیں اور ضمیروں کا فعل سے اتصال بھی اس کی پہچان ہے۔ فعل کی تین قسمیں ہیں :ماضی جو گزرے ہوئے زمانے پر دلالت کرے، جیسے نَصَرَ اور قَرَأَ؛ مضارع جو حال یا آنے والے زمانے پر دلالت کرے، جیسے يَنْصُرُ اور يَقْرَأُ؛ اور امر جو طلب پر دلالت کرے، جیسے اِنْصُرْ اور اِقْرَأْ۔ فعل کبھی لازم ہوتا ہے جسے مفعول کی ضرورت نہیں ہوتی، جیسے جَلَسَ، اور کبھی متعدی ہوتا ہے جو مفعول لیتا ہے، جیسے كَتَبَ الدَّرْسَ۔

تیسری قسم :حرف

حرف وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر اکیلا دلالت نہ کرے بلکہ اس کا مفہوم کسی دوسرے کلمے کے ساتھ مل کر واضح ہو، جیسے فِي، إِلَى، عَنْ، عَلَى، مِنْ، لَمْ اور هَلْ۔ مثال کے طور پر فِي کا لغوی مفہوم ظرفیت یعنی کسی چیز کے اندر ہونا ہے، مگر یہ مفہوم تبھی مکمل ہوتا ہے جب اس کے بعد کوئی اسم آئے، جیسے اَلْمَاءُ فِي الْكُوبِ۔ حرف کی علامت یہی ہے کہ وہ نہ اسم کی علامت قبول کرتا ہے اور نہ فعل کی؛ نہ اس پر ال آتا ہے، نہ تنوین اور نہ قَدْ و سِين۔ حروف کی کئی ذیلی قسمیں ہیں :حروف جر جیسے مِنْ، إِلَى، عَنْ، عَلَى، فِي اور بَاء؛ حروف عطف جیسے وَ اور فَاء؛ حروف استفہام جیسے هَلْ اور همزہ؛ حروف نفی جیسے لَا، مَا اور لَمْ؛ اور حروف نصب و جزم جو فعل مضارع پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ بھی نوٹ کریں کہ حرف ہمیشہ مبنی ہوتا ہے، یعنی اس کے آخر میں اعراب کی تبدیلی نہیں آتی، جبکہ اسم اور فعل کی بہت سی صورتیں معرب ہوتی ہیں۔

جدول :کلمے کی تینوں اقسام کا خلاصہ

قسم	تعریف کا نچوڑ	اہم علامات	مثالیں
اسم	ذات یا صفت پر دلالت، زمانہ نہیں	ال، تنوین، جر، ندا	كِتَابٌ، زَيْدٌ، كَبِيرٌ، مَدْرَسَةٌ
فعل	کام اور زمانے دونوں پر دلالت	قَدْ، سِين، سَوْفَ، تائے تانیث ساکنہ	كَتَبَ، يَكْتُبُ، اُكْتُبْ
حرف	معنی دوسرے کلمے سے جڑ کر واضح ہو	نہ اسم کی علامت نہ فعل کی؛ مبنی ہوتا ہے	فِي، إِلَى، هَلْ، لَمْ، وَ

ایک جملے میں تینوں اقسام کی عملی شناخت

اب ایک مکمل جملے کو لے کر اس کے ہر کلمے کی قسم پرکھتے ہیں :كَتَبَ الطَّالِبُ الدَّرْسَ فِي الدَّفْتَرِ بِالْقَلَمِ۔ اس جملے میں كَتَبَ فعل ہے کیونکہ یہ لکھنے کے کام اور ماضی کے زمانے پر دلالت کرتا ہے۔ الطَّالِبُ اسم ہے کیونکہ اس پر ال ہے اور یہ فاعل بن رہا ہے۔ الدَّرْسَ اسم ہے اور مفعول بہ ہے۔ فِي حرف جر ہے۔ الدَّفْتَرِ اسم ہے جو فِي کی وجہ سے مجرور ہے۔ بِالْقَلَمِ میں بَاء حرف جر ہے اور الْقَلَمِ اسم مجرور۔ دیکھا آپ نے کہ ایک ہی جملے میں تینوں اقسام اپنے اپنے کردار کے ساتھ موجود ہیں اور ہر کلمے کی قسم پہچاننا ہی اس کے اعراب کی کنجی ہے :فاعل مرفوع ہوا، مفعول منصوب اور حرف جر کے بعد والا اسم مجرور۔ یہ مشق خود بھی دہرائیں :اِقْرَأْ میں فعل امر، الْقِصَّةَ میں اسم مفعول اور

قَبْلَ النَّوْمِ میں قَبْلَ ظرف ہے جو اضافت کی وجہ سے اسم کے حکم میں ہے۔ جتنی زیادہ جملوں کی اس طرح چھان بین کی جائے گی، کلمے کی اقسام کی پہچان اتنی ہی پختہ ہوتی جائے گی۔

خلاصہ و نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ کلمہ وہ لفظ ہے جو کسی مفرد معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو اور اس کی تین اقسام ہیں :اسم جو ذات یا صفت بتائے اور زمانے سے خالی ہو، فعل جو کام اور زمانہ دونوں بتائے، اور حرف جس کا معنی دوسرے کلمے کے ساتھ جڑ کر سمجھ میں آئے۔ اسم کی علامت ال، تنوین اور جر ہے؛ فعل کی علامت قَدْ، سِین، سَوْفَ اور تائے تانیث ہے؛ اور حرف ان دونوں کی علامتوں سے خالی اور ہمیشہ مبنی ہوتا ہے۔ یہ تقسیم صرف نظری نہیں بلکہ ہر جملے کے تجزیے کی عملی بنیاد ہے۔

سوال نمبر 20) 4 نمبر(

سوال نمبر :4 معرفہ اور نکرہ کی تعریف کرتے ہوئے درج ذیل اسماء میں سے معرفہ اور نکرہ الگ کیجئے۔ — (20)

اَلْبَیْتُ، کِتَابٌ، قَلَمٌ، وَرَقٌ، اَلْحَدِیقَۃُ، شَجَرَۃٌ، اَلنَّزَلُ، اَلْبَابُ، لَبَنٌ، لَحْمٌ

تعارف

عربی اسم کی ایک بنیادی تقسیم یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو یا نکرہ۔ اس تقسیم کی عملی اہمیت یہ ہے کہ جملہ اسمیہ کا مبتدا عام طور پر معرفہ ہوتا ہے، اضافت کا اثر اسی تعریف و تنکیر پر منحصر ہے، اور صفت اپنے موصوف کی تعریف و تنکیر کی پیروی کرتی ہے۔ اس سوال میں پہلے دونوں اصطلاحات کی تعریف مطلوب ہے اور پھر دس اسماء کی ایک فہرست دی گئی ہے جن میں سے معرفہ اور نکرہ الگ الگ کرنے ہیں۔ ذیل میں پہلے تعریفیں علامات سمیت بیان کی گئی ہیں، پھر درجہ بندی کی جدول دی گئی ہے اور اس کے بعد ہر لفظ کی وجہ تعریف یا وجہ تنکیر الگ سے سمجھائی گئی ہے تاکہ طالب علم صرف جواب یاد نہ کرے بلکہ اس اصول کو بھی سیکھ لے جس کی بنیاد پر درجہ بندی کی گئی ہے۔ ایک ضروری وضاحت یہ ہے کہ اس فہرست میں چار اسماء پر ال اور چھ پر تنوین نمایاں ہے، اور اصل امتحان یہی ہے کہ طالب علم ظاہری علامت کو پہچان کر درست نتیجہ نکالے۔

نکرہ کی تعریف اور علامات

نکرہ وہ اسم ہے جو کسی غیر معین ذات پر دلالت کرے، یعنی سننے والے کے ذہن میں اس سے کوئی خاص متعین چیز نہ آئے، جیسے کِتَابٌ کہنے سے کوئی سی بھی کتاب مراد ہو سکتی ہے۔ اردو میں اس کا مفہوم عموماً کوئی ایک یا ایک

کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے :ایک قلم، کوئی درخت، کچھ دودھ۔ نکرہ کی سب سے واضح علامت تنوین ہے :کلمے کے آخر میں دو ضمے، دو فتحے یا دو کسرے آئیں اور اس پر ال نہ ہو تو وہ نکرہ ہوتا ہے، جیسے قَلَمٌ، وَرَقٌ اور لَبَنٌ۔ نکرہ عام طور پر خبر، مفعول بہ اور موصوف کے مقامات پر آتا ہے اور خود مبتدا بننے کے لیے اسے خاص شرائط یعنی مسوغات درکار ہوتے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ کسی اسم کا نکرہ ہونا اس کی اہمیت کم نہیں کرتا، یہ صرف اس کی دلالت کی وسعت کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنی جنس کی ہر فرد پر صادق آ سکتا ہے۔ اسم نکرہ کو معرفہ بنانے کے کئی طریقے ہیں جن میں سب سے عام ال لگانا اور معرفہ کی طرف مضاف کرنا ہے۔

معرفہ کی تعریف اور اقسام

معرفہ وہ اسم ہے جو کسی معین و متعین ذات پر دلالت کرے، یعنی اس کے بولنے سے سننے والے کے ذہن میں ایک خاص چیز یا شخص آ جائے، جیسے اَلْبَيْتُ کہنے سے وہ گھر مراد ہے جو بولنے اور سننے والے دونوں کے علم میں ہے۔ نحویوں نے معرفہ کی چھ اقسام گنائی ہیں۔ پہلی علم ہے، یعنی خاص نام جیسے زَيْدٌ، مَكَّةُ اور بَاكِسْتَانُ۔ دوسری ضمیر ہے، جیسے هُوَ، أَنَا اور متصل ضمیریں۔ تیسری اسم اشارہ ہے، جیسے هٰذَا اور ذٰلِكَ۔ چوتھی اسم موصول ہے، جیسے اَلَّذِي اور اَلَّتِي۔ پانچویں وہ نکرہ ہے جس پر ال داخل ہو جائے، جیسے كِتَابٌ سے اَلْكِتَابُ۔ چھٹی وہ نکرہ ہے جو کسی معرفہ کی طرف مضاف ہو، جیسے كِتَابُ زَيْدٍ۔ اس سوال کی فہرست کا تعلق پانچویں قسم سے ہے کیونکہ چاروں معرفہ اسماء ال کی وجہ سے معرفہ ہیں۔ یہ نکتہ بھی واضح رہے کہ ال کے داخل ہوتے ہی تنوین ختم ہو جاتی ہے، اس لیے معرفہ اسم پر تنوین کبھی نہیں آتی۔

جدول :دیے گئے اسماء کی درجہ بندی

لفظ	قسم	وجہ
اَلْبَيْتُ	معرفہ	ال داخل ہے، معین گھر مراد ہے
كِتَابٌ	نکرہ	تنوین ہے، ال نہیں؛ کوئی سی کتاب
قَلَمٌ	نکرہ	تنوین ہے؛ کوئی سا قلم
وَرَقٌ	نکرہ	تنوین ہے؛ کوئی سا کاغذ/ورق
اَلْحَدِيقَةُ	معرفہ	ال داخل ہے، معین باغ مراد ہے
شَجَرَةٌ	نکرہ	تائے مربوطہ کے باوجود تنوین ہے

اور ال نہیں		
ال داخل ہے، معین ٹھکانا/مکان مراد ہے	معرفہ	اَلنَّزَلُ
ال داخل ہے، معین دروازہ مراد ہے	معرفہ	اَلْبَابُ
تنوین ہے؛ دودھ بطور جنس غیر معین	نکرہ	لَبَنٌ
تنوین ہے؛ گوشت بطور جنس غیر معین	نکرہ	لَحْمٌ

درجہ بندی کی تفصیلی وضاحت

معرفہ اسماء چار ہیں۔ اَلْبَيْتُ :گھر، ال کی وجہ سے معرفہ ہے، جیسے جملہ میں کہیں :اَلْبَيْتُ قَرِيبٌ مِنَ الْمَسْجِدِ، یعنی گھر مسجد کے قریب ہے، یہاں مراد کوئی غیر معین گھر نہیں بلکہ وہ گھر ہے جو گفتگو کے سیاق میں معلوم ہے۔ اَلْحَدِيقَةُ :باغ، یہ بھی معرف بال ال ہے :اَلْحَدِيقَةُ جَمِيلَةٌ، باغ خوبصورت ہے۔ اَلنَّزَلُ :کتابچے میں یہ لفظ اسی صورت میں چھپا ہے اور اس پر بھی ال ہے، اس لیے یہ بھی معرفہ ہے، اس کا مفہوم ٹھکانا یا اترنے کی جگہ ہے۔ اَلْبَابُ :دروازہ، معرفہ ہے :اَلْبَابُ مَفْتُوحٌ، دروازہ کھلا ہے۔ نکرہ اسماء چھ ہیں۔ كِتَابٌ اور قَلَمٌ اور وَرَقٌ تینوں پر تنوین ہے اور ال نہیں، اس لیے یہ کسی معین چیز پر دلالت نہیں کرتے :عِنْدِي كِتَابٌ یعنی میرے پاس ایک کتاب ہے۔ شَجَرَةٌ پر خاص توجہ دیں : اس کے آخر میں تائے مربوطہ ہے جسے دیکھ کر بعض طلبہ اسے معرفہ سمجھ بیٹھتے ہیں، حالانکہ تائے مربوطہ تانیث کی علامت ہے، تعریف کی نہیں؛ اس پر تنوین موجود ہے اور ال نہیں، اس لیے یہ نکرہ ہے، معنی کوئی سا درخت۔ لَبَنٌ اور لَحْمٌ اسمائے اجناس ہیں اور تنوین کے ساتھ نکرہ ہیں :شَرِبْتُ لَبَنًا یعنی میں نے دودھ پیا، یہاں کوئی مخصوص دودھ مراد نہیں۔

اس درجہ بندی سے ایک عام اصول بھی نکلتا ہے جسے امتحان کے دوسرے سوالات میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے : کسی اسم کو دیکھ کر پہلے ال تلاش کریں، ال ہو تو وہ معرفہ ہے؛ ال نہ ہو اور تنوین ہو تو وہ نکرہ ہے؛ اور اگر ال بھی نہ ہو اور تنوین بھی نہ ہو تو پھر دیکھیں کہ آیا وہ علم ہے، ضمیر ہے، اشارہ ہے یا کسی معرفہ کا مضاف الیہ بننے والا مضاف ہے۔ یہی ترتیب اگلی مشق نمبر دو کے اس سوال میں بھی کام آئے گی جہاں معرف بالنداء اور معرف بالاضافہ

کی بحث ہے۔ مزید پختگی کے لیے ہر نکرہ کو معرفہ بنا کر بھی دیکھ لیں: كِتَابٌ سے الْكِتَابُ یا كِتَابُ الطَّالِبِ، قَلَمٌ سے الْقَلَمُ، شَجَرَةٌ سے الشَّجَرَةُ۔ اس مشق سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ معرفہ و نکرہ لفظ کی ذاتی صفت نہیں بلکہ اس کی استعمال کی حالت ہے جو سیاق سے بدل سکتی ہے۔

جملوں میں دونوں قسموں کا فرق مزید واضح کریں

درجہ بندی کو محض فہرست کی حد تک نہ رکھیں، بلکہ ہر لفظ کو ایک ایک جملے میں رکھ کر بھی دیکھ لیں تاکہ فرق استعمال میں نظر آئے۔ نکرہ کی مثالیں: دَخَلْتُ بَيْتًا كَبِيرًا، میں ایک بڑے گھر میں داخل ہوا، یہاں بَيْتًا نکرہ ہے اور اس کی صفت كَبِيرًا بھی نکرہ و منصوب آئی ہے کیونکہ صفت موصوف کی پیروی کرتی ہے۔ اِشْتَرَيْتُ وَرَقًا وَقَلَمًا، میں نے کاغذ اور قلم خریدا۔ قَطَعْتُ لَحْمًا طَازَجًا، میں نے تازہ گوشت کاٹا۔ معرفہ کی مثالیں: أَغْلَقْتُ الْبَابَ، میں نے دروازہ بند کیا، یہاں مراد وہی دروازہ ہے جو کمرے کا ہے اور سب کے علم میں ہے۔ جَلَسْنَا فِي الْحَدِيقَةِ، ہم باغ میں بیٹھے۔ ان جملوں سے یہ اصول بھی نکلتا ہے کہ جب کوئی اسم پہلی بار ذکر ہو تو عام طور پر نکرہ آتا ہے اور جب دوبارہ اسی کا ذکر ہو تو معرفہ بن جاتا ہے، جیسے رَأَيْتُ شَجَرَةً، ثُمَّ جَلَسْتُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، میں نے ایک درخت دیکھا پھر اسی درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ اس استعمال کی پہچان آئندہ اسباق کے متن کو سمجھنے میں بہت کام آئے گی۔

خلاصہ و نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ معرفہ معین ذات پر دلالت کرتا ہے اور نکرہ غیر معین ذات پر۔ دی گئی فہرست میں معرفہ چار ہیں: الْبَيْتُ، الْحَدِيقَةُ، النَّزَلُ اور الْبَابُ، اور یہ سب ال کی وجہ سے معرفہ ہیں۔ نکرہ چھ ہیں: كِتَابٌ، قَلَمٌ، وَرَقٌ، شَجَرَةٌ، لَبَنٌ اور لَحْمٌ، اور ان سب کی علامت یہ ہے کہ ان پر تنوین ہے اور ال نہیں۔ خاص سبق یہ ہے کہ تائے مربوطہ تانیث کی علامت ہے، تعریف کی نہیں، اس لیے شَجَرَةٌ نکرہ ہی رہے گا جب تک اس پر ال نہ آئے یا یہ کسی معرفہ کی طرف مضاف نہ ہو جائے۔

سوال نمبر 20) 5 نمبر(

سوال نمبر 5: فعل ماضی کی تعریف کرتے ہوئے تجزیہ کیجئے۔ خالی جگہوں کو فعل ماضی کے موزوں صیغوں سے پُر کیجئے۔ (1) — (20) ـــــــ زَيْنَبُ طَعَامًا (2) ـــــــ حَسَنٌ بَابَ الْقَفَصِ (3) ـــــــ يَا أَحْمَدُ (4) ـــــــ أَنَا إِلَى إِسْلَامَ آبَادَ (5) ـــــــ جَمِيعًا إِلَى الْمَدْرَسَةِ

تعارف اور سوال کی صورت کی وضاحت

اس سوال کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں فعل ماضی کی تعریف مطلوب ہے اور دوسرے حصے میں پانچ نامکمل جملے دیے گئے ہیں جن کے شروع میں خالی جگہ ہے۔ کتابچے میں یہ جملے اسی طرح چھپے ہیں کہ ہر جملہ ایک ٹکڑے کی صورت میں ہے اور اس سے پہلے خالی جگہ دی گئی ہے جس میں فعل ماضی کا وہ موزوں صیغہ بھرنا ہے جو آگے آنے والے فاعل یا سیاق کے مطابق ہو۔ اس لیے حل کا درست طریقہ یہ ہے کہ پہلے خالی جگہ کے بعد والے الفاظ کو غور سے پڑھا جائے: فاعل مذکر ہے یا مؤنث، مفرد ہے یا جمع، غائب ہے یا متکلم، اور پھر اسی مناسبت سے فعل ماضی کا صیغہ منتخب کیا جائے۔ ذیل میں پہلے فعل ماضی کی تعریف اور گردان کا خاکہ دیا گیا ہے، پھر ہر خالی جگہ کا حل اس کی وجہ سمیت بیان کیا گیا ہے اور آخر میں مکمل جملوں کا تجزیہ جدول میں دکھایا گیا ہے۔ جہاں ایک سے زیادہ صیغے ممکن تھے وہاں سب سے موزوں صیغہ منتخب کر کے اس کی وجہ بھی لکھ دی گئی ہے تاکہ طالب علم انتخاب کا اصول سیکھ سکے۔

فعل ماضی کی تعریف اور اس کی گردان

فعل ماضی وہ کلمہ ہے جو کسی کام کے گزرے ہوئے زمانے میں ہونے پر دلالت کرے، جیسے کَتَبَ اس نے لکھا، ذَهَبَ وہ گیا اور قَرَأَ اس نے پڑھا۔ اس کی علامات یہ ہیں کہ اس کے آخر میں تائے تانیث ساکنہ آتی ہے، جیسے کَتَبَتْ، اور یہ تائے متحرکہ یعنی متکلم و مخاطب کی ضمیر بھی قبول کرتا ہے، جیسے کَتَبْتُ اور کَتَبْتَ۔ فعل ماضی معروف کی گردان کے بنیادی صیغے یہ ہیں: كَتَبَ واحد مذکر غائب، كَتَبَا مثنیٰ مذکر غائب، كَتَبُوا جمع مذکر غائب، كَتَبَتْ واحد مؤنث غائب، كَتَبَتَا مثنیٰ مؤنث غائب، كَتَبْنَ جمع مؤنث غائب، كَتَبْتَ واحد مذکر مخاطب، كَتَبْتُمْ جمع مذکر مخاطب، كَتَبْتُ واحد متکلم اور كَتَبْنَا جمع متکلم۔ ان صیغوں میں جو چیز بدلتی ہے وہ آخری ضمیر یا علامت ہے، اور جملے میں فعل کا صیغہ ہمیشہ اپنے فاعل کے مطابق آتا ہے۔ ایک اہم قاعدہ یہ بھی ہے کہ فعل جب جملے کے شروع میں آئے اور فاعل اس کے بعد ظاہر ہو تو فعل مفرد ہی رہتا ہے خواہ فاعل جمع ہو، مگر تذکیر و تانیث میں فاعل کی پیروی لازمی ہوتی ہے۔ اسی قاعدے کا اطلاق نیچے کے جملوں میں نظر آئے گا۔

خالی جگہوں کے حل اور ان کی وجوہات

(1) أَكَلَتْ زَيْنَبُ طَعَامًا۔ زینب نے کھانا کھایا۔ یہاں فاعل زَيْنَبُ ہے جو واحد مؤنث ہے، اس لیے فعل ماضی کا واحد مؤنث غائب کا صیغہ أَكَلَتْ منتخب کیا گیا جس کے آخر میں تائے تانیث ساکنہ ہے۔ اگر مذکر کا صیغہ أَكَلَ لکھا جاتا تو یہ قواعد کی واضح غلطی ہوتی۔ طَعَامًا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ (2) فَتَحَ حَسَنٌ بَابَ الْقَفَصِ۔ حسن نے پنجرے کا

دروازہ کھولا۔ یہاں فاعل حَسَنٌ واحد مذکر ہے، اس لیے واحد مذکر غائب کا صیغہ فَتَحَ موزوں ہے۔ بَابَ مفعول بہ منصوب ہے اور الْقَفَصِ اس کا مضاف الیہ مجرور۔ دروازے کے ساتھ کھولنے ہی کا فعل فطری طور پر جچتا ہے، اسی مناسبت کو موزوں ہونے کا ایک پہلو سمجھنا چاہیے۔ (3) نَادَيْتُ يَا أَحْمَدُ۔ میں نے پکارا، اے احمد !یہاں آگے صرف حرف ندا اور منادیٰ ہے، بولنے والا خود متکلم ہے، اس لیے واحد متکلم کا صیغہ نَادَيْتُ منتخب کیا گیا جس کی تُ ضمیر خود فاعل ہے۔ يَا حرف ندا ہے اور أَحْمَدُ منادیٰ مفرد علم ہے جو ضمے پر مبنی مگر محلاً منصوب ہے۔ (4) سَافَرْتُ أَنَا إِلَى إِسْلَامَ آبَادَ۔ میں اسلام آباد کا سفر کر کے گیا، یعنی میں اسلام آباد گیا۔ یہاں جملے میں أَنَا خود اس بات کی دلیل ہے کہ فعل متکلم کا ہو گا، اس لیے سَافَرْتُ آیا اور اس کی تُ فاعل ہے جبکہ أَنَا اسی فاعل کی تاکید کے لیے آیا ہے۔ إِسْلَامَ آبَادَ ایک ہی شہر کا نام ہونے کی وجہ سے غیر منصرف کے حکم میں ہے، اس لیے إِلَى کے بعد جر کی صورت میں بھی فتحہ آیا ہے۔ (5) ذَهَبُوا جَمِيعًا إِلَى الْمَدْرَسَةِ۔ وہ سب اسکول گئے۔ یہاں جَمِيعًا کا لفظ اس بات کی رہنمائی کرتا ہے کہ جانے والے ایک سے زیادہ ہیں، اس لیے جمع مذکر غائب کا صیغہ ذَهَبُوا منتخب کیا گیا جس میں واؤ جماعت فاعل ہے۔ جَمِيعًا یہاں حال یا تاکید کے مفہوم میں منصوب ہے اور الْمَدْرَسَةِ إِلَى کی وجہ سے مجرور ہے۔

جدول :مکمل جملوں کا تجزیہ

باقی اہم ترکیب	فاعل	بھرا گیا صیغہ	مکمل جملہ
طَعَامًا مفعول بہ منصوب	زَيْنَبُ	أَكَلَتْ) واحد مؤنث غائب(	أَكَلَتْ زَيْنَبُ طَعَامًا
بَابَ مفعول بہ، الْقَفَصِ مضاف الیہ	حَسَنٌ	فَتَحَ) واحد مذکر غائب(	فَتَحَ حَسَنٌ بَابَ الْقَفَصِ
يَا حرف ندا، أَحْمَدُ منادیٰ	تُ متصل ضمیر	نَادَيْتُ) واحد متکلم(	نَادَيْتُ يَا أَحْمَدُ
إِلَى حرف جر، إِسْلَامَ آبَادَ مجرور بالفتحہ	تُ، اور أَنَا تاکید	سَافَرْتُ) واحد متکلم(	سَافَرْتُ أَنَا إِلَى إِسْلَامَ آبَادَ
جَمِيعًا حال/تاکید، الْمَدْرَسَةِ مجرور	واؤ جماعت	ذَهَبُوا) جمع مذکر غائب(	ذَهَبُوا جَمِيعًا إِلَى الْمَدْرَسَةِ

صیغہ منتخب کرنے کا عمومی اصول

ان پانچوں حلوں سے صیغہ منتخب کرنے کا ایک واضح اصول سامنے آتا ہے جسے ہر ایسی مشق میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ پہلا قدم :خالی جگہ کے بعد والا اسم دیکھیں، اگر وہ ظاہر فاعل ہے تو اس کی تذکیر، تانیث اور عدد کے مطابق صیغہ منتخب کریں، جیسے زینب کے لیے مؤنث اور حسن کے لیے مذکر صیغہ آیا۔ دوسرا قدم :اگر جملے میں کوئی ضمیر یا قرینہ متکلم کی طرف اشارہ کرے، جیسے أَنَا یا منادیٰ والا سیاق، تو متکلم کا صیغہ لائیں۔ تیسرا قدم :اگر جَمِیعًا یا اس جیسا کوئی لفظ کثرت کی طرف اشارہ کرے تو جمع کا صیغہ منتخب کریں۔ چوتھا قدم :منتخب فعل کا معنی بھی دیکھیں کہ وہ آگے والے مفعول یا متعلق کے ساتھ جچتا ہے یا نہیں، جیسے دروازے کے ساتھ فَتَحَ اور کھانے کے ساتھ أَكَلَ ہی موزوں ہے۔ ان چار قدموں پر عمل کرنے سے اس قسم کی کوئی بھی خالی جگہ درست بھری جا سکتی ہے۔ یہ بھی دھیان رہے کہ فعل ماضی کے صیغے میں غلطی صرف آخری علامت کی ہوتی ہے، اس لیے گردان کو زبانی دہرانا اس مشق کی بہترین تیاری ہے۔

خلاصہ و نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ فعل ماضی گزرے ہوئے زمانے میں کام کے ہونے پر دلالت کرتا ہے اور اس کا صیغہ فاعل کی تذکیر، تانیث اور عدد کے مطابق بدلتا ہے۔ پانچ خالی جگہوں میں موزوں صیغے بالترتیب بھرے گئے :زینب کے لیے أَكَلَتْ، حسن کے لیے فَتَحَ، ندا والے جملے میں متکلم کا نَادَيْتُ، أَنَا والے جملے میں سَافَرْتُ اور جَمِيعًا والے جملے میں جمع کا ذَهَبُوا۔ ہر انتخاب کی وجہ فاعل یا سیاق کے قرینے سے بیان کر دی گئی ہے اور مکمل جملوں کا تجزیہ جدول میں دکھا دیا گیا ہے، اس لیے یہ جواب تعریف، تطبیق اور تجزیہ تینوں تقاضے پورے کرتا ہے۔